بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر

جواہر القرآن

از افاداتِ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ

مرتبہ

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ

کتب خانہ رشیدیہ

مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

القرآن الحکیم

مع تفسیر

جواہر القرآن

از افادات شیخ التفسیر حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

ترمیم، اضافہ

مرتبہ

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب

فوائد موضح قرآن ۔ مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی رح

فوائد فتح الرحمن از مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

یہودیوں نے حضرت مریم صدیقہ کے بارے میں زبان طعن درازی کی اور ان پر بدکاری کی تہمت لگائی۔ دوسری طرف عیسائیوں نے افراط سے کام لے کر حضرت مریم اور حضرت عیسٰے علیہما السلام کو مافوق الاسباب قدرت اور تصرف واختیار کا مالک قرار دیا اور انہیں حاجات اور مشکلات میں پکارنے لگے۔ چنانچہ اللہ تعالے نے یہود ونصاریٰ کے یہ تمام شبہات دور فرمائے پہلے حضرت مریم صدیقہ کی عفت اور پاکدامنی کی شہادت دی کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی پیدائش محض قدرت خداوندی سے بغیر باپ کے ہوئی ہے اور حضرت مریم صدیقہ عفیفہ اور پاکدامن ہیں۔ اس کے بعد حضرت عیسٰے علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کر کے فرمایا کہ یہ تمام معجزے محض اللہ کے حکم سے ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے ان کے ظہور میں انکے تصرف اور اختیار کو کوئی دخل نہ تھا۔ اسکے ضمن میں حضرت مریم کی الوہیت کی بھی تردید فرما دی۔ اصطفٰک تجھے باقی تمام خدام بیت اللہ پر فوقیت دی اور خصوصی خوبیوں سے ممتاز فرمایا۔ وطہرک اخلاق ذمیمہ، عادات قبیحہ، کفر ومعصیت یا حیض ونفاس وغیرہ سے پاک رکھا واصطفٰک علی نساء العلمین یہاں نساء العلمین سے حضرت مریم کے زمانہ کی عورتیں مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان کو اس زمانہ کی عورتوں پر فوقیت اور بزرگی عطا کی اسلئے اس سے ان کا حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہن سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔ والتفصیل فی روح المعانی ج ۳ ص ۷ - ۱۰۵۔ ۶۲ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مریم اللہ کی طرف سے اللہ کی عبادت کرنے اور اسکے آگے رکوع اور سجدہ کرنے پر مامور تھیں لہذا وہ معبود اور الہ نہیں ہو سکتیں ۶۳ یہ جملہ معترضہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ واقعات جو آپ بیان کر رہے ہیں۔ یہ سب سینکڑوں برس پہلے کے ہیں۔ ان واقعات میں آپ موجود نہیں تھے لیکن اس کے باوجود آپ ان کی صحیح صحیح تفصیلات بیان فرما رہے ہیں۔ لہذا یہ اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ یہ غیب کی خبریں اللہ تعالے نے آپ کو بذریعہ وحی بتائی ہیں اور آپ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ فیہ دلالۃ علی نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حیث اخبر من قصۃ زکریا ومریم ولم یکن قرأ الکتب واخبر عن ذالک وصدقہ اہل الکتاب بذالک (قرطبی ج ۴ ص ۸۵) حضرت مریم کے والد چونکہ پہلے ہی فوت ہو چکے تھے اسلئے ان کی پرورش کا سوال پیدا ہوا تو ہیکل سلیمانی کے تمام خدام باہم جھگڑنے لگے ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ حضرت مریم کی کفالت اس کے سپرد ہو۔ چنانچہ اس جھگڑے کو قرعہ کے ذریعے طے کیا گیا۔ قرعہ ڈالنے کا یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ ہر مدعی اپنا اپنا قلم لائے ان سب قلموں کو بہتے ہوئے پانی میں ڈالا جائے۔ جس کا قلم ٹھہرا رہے اور پانی کے ساتھ بہہ نہ جائے اسے کفالت کا حقدار قرار دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس طرح قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام پڑا۔ (قرطبی ج ۴ ص ۸۶) بعض نے لکھا ہے کہ جو حقدار ہوگا اس کا قلم پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت کو حرکت کرے گا دکبیر ج ۲ ص ۲۰۶ بہرحال یہ حضرت زکریا علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا۔ ۶۴ یہاں سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ پہلے اللہ تعالے نے حضرت جبریل کو انسانی شکل میں حضرت مریم کے پاس بیٹے کی خوشخبری سنانے کے لئے بھیجا چنانچہ حضرت جبریل نے خوشخبری کے ساتھ یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ محض کلمہ "کن" سے پیدا ہوگا اور اس کا نام عیسٰے اور لقب مسیح ہوگا اور وہ ماں کی طرف منسوب ہوگا کیونکہ وہ باپ کے بغیر ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں بڑی شان والا اور خدا کے مقربین میں سے ہوگا۔ ۶۵ یہ بھی فرشتے کا کلام ہے یعنی وہ بچہ شیر خوارگی کے زمانہ میں بھی باتیں کرے گا اور بڑھاپے میں بھی اور صالحین میں سے ہوگا شیر خوارگی کے زمانہ میں باتیں کرنا تو ایک معجزہ تھا۔ اسلئے اس کا ذکر کرنے کی وجہ تو سمجھ میں آتی ہے مگر بڑھاپے میں باتیں کرنا تو کوئی کمال نہیں پھر اسکے ذکر کی آخر کیا وجہ ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت عیسٰے علیہ السلام کی عمر تینتیس برس کی ہوئی اس وقت اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا چنانچہ ابھی تک حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان پر ہیں اور ان کا کہولت میں باتیں کرنا ابھی باقی ہے کیونکہ کہولت چالیس سال کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔ اسلئے وہ آسمان سے اتریں گے اور دوبارہ زمین پر آکر چوبیس سال زندگی بسر کریں گے اور اس طرح کہولت میں باتیں کرنے کا خدائی وعدہ پورا ہوگا۔ وعلی ماذکر فی سن الکہولۃ یراد بتکلیمہ علیہ السلام کہلا تکلیمہ لہم کذالک بعد نزولہ من السماء وبلوغہ ذالک السن بناء علی ماذہب الیہ سعید بن المسیب وزید بن اسلم وغیرہما انہ علیہ السلام رفع الی السماء وہو ابن ثلاث وثلثین سنۃ وانہ سینزل الی الارض ویبقی حیا فیہا اربعا وعشرین سنۃ کما رواہ ابن جریر بسند صحیح (روح ج ۳ ص ۱۶۴، کبیر ج ۲ ص ۲۰۷، قرطبی ج ۴ ص ۹۰) ویکلم الناس فی المہد وکہلا قال (ابن زید) رفعہ اللہ الیہ قبل ان یکون کہلا قال وینزل کہلا ابن جریر ج ۳ ص ۱۸۴) یہ آیت حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور رفع الی السماء کی واضح دلیل ہے۔ نیز یہ آیت حضرت عیسٰی علیہ السلام کی الوہیت کے بطلان پر نص صریح ہے کہ اس سے ان کے تغیر احوال کا پتہ چلتا ہے مثلاً ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا۔ طفل ہونا اور کہل ہونا وغیرہ اور جو ذات اس قدر متغیر اور انقلاب زمانہ سے متاثر ہو وہ معبود اور الہ بننے کے لائق نہیں جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ المراد منہ بیان کونہ متنقلا فی الاحوال من الصبا الی الکہولۃ والتغیر علی الالٰہ تعالٰی محال والمراد منہ الرد علی وفد نجران فی قولہم ان عیسٰی کان الٰہا (کبیر ج ۲ ص ۲۰۷) ۶۶ حضرت مریم چونکہ ابھی کنواری تھیں۔ اور نہایت ہی عفیفہ اور پاکدامن تھیں، اسلئے یہ خوشخبری سن کر تعجب اور حیرت سے بولیں کہ مجھے تو کسی مرد نے چھوا تک نہیں۔ میرے بیٹا کس طرح پیدا ہوگا۔ ۶۷ اس پر فرشتے نے کہا کہ تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالے اسی طرح ظاہری اسباب کے بغیر جو چاہتا ہے پیدا کر لیتا ہے۔ اس کے لئے یہ کام کوئی مشکل نہیں۔ جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ تو بس اس کام کے مکمل ہو جانے کے لئے صرف اس کا ارادہ ہی کافی ہوتا ہے۔ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ یہ بھی فرشتے کا مقولہ ہے اور یبشرک پر معطوف ہے۔ فرشتے نے مزید کہا کہ اللہ تعالے اس ہونے والے بچے کو کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کا علم دے گا۔ یہاں الکتاب میں الف لام کا عہد کا ہے اور اس سے قرآن مراد ہے۔ اور حکمت سے سنت رسول اللہ یا پختہ باتیں مراد ہیں۔ جب حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اس وقت قرآن وسنت کا علم ان کو اللہ کی طرف سے وہبی طور پر عطا ہوگا۔ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ رسولا کا عامل ناصب محذوف ہے ای یجعلہ رسولا (روح ج ۳ ص ۱۶۶) انی میں رسولا عامل ہے۔ یعنی وہ بچہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا اور ان سے کہے گا کہ میں اللہ کی طرف سے تمہارے پاس اپنی صداقت کی نشانیاں لے کر آیا ہوں۔ ۶۸ یہ انی قد جئتکم سے بدل ہے اور اذن اللہ سے مراد امر اللہ ہے اور یہاں سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے معجزات کی تفصیل شروع ہوتی ہے ان کا ایک معجزہ تھا کہ وہ مٹی سے پرندے کی شکل بنا کر اس میں دم کر دیتے تو وہ زندہ ہو جاتا۔ باذن اللہ کا اضافہ کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ مٹی کے بت کا زندہ ہو جانا یہ محض اللہ کے حکم سے تھا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اس میں کوئی تصرف یا اختیار نہیں تھا۔ والمراد بامر اللہ واشار بہ الی ان احیاءہ من اللہ تعالٰی ولکن بسبب النفخ ولیس ذالک لخصوصیۃ فی عیسٰی علیہ السلام الخ (روح ج ۳ ص ۱۶۸) ۶۹ یہ اخلق پر معطوف ہے۔ اکمہ اسے کہتے ہیں۔ جو ماں کے پیٹ سے ہی اندھا پیدا ہوا ہو اور ابرص کوڑھی کو کہتے ہیں۔ یہ بھی حضرت عیسٰے علیہ السلام کے معجزات تھے۔ جب انکے پاس کوئی علاج کے لئے آتا تو اللہ تعالے سے دعا کرتے۔ تو اللہ شفا عطا کر دیتا۔ اسی طرح مردوں کو زندہ کرنے کے لئے بھی خدا سے دعا مانگتے اور یہ سب کچھ اللہ کی مشیت اور اسکے حکم سے ہوتا تھا۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام کو ان کاموں کا اختیار نہیں تھا۔ اسلئے وہ الہ اور معبود نہیں تھے۔ وکان یداویہم بالدعاء الی اللہ تعالٰی بشرط الایمان (روح ج ۳ ص ۱۶۹) ۷۰ یہ بھی ان کا معجزہ تھا۔ وہ لوگوں کو بتا دیتے تھے کہ وہ کیا کھا کر آئے ہیں۔ اور کیا گھر بچا کر رکھا ہے یہ بھی اللہ تعالے کے بتانے سے انہیں معلوم ہوتا تھا۔ وہ خود غیب نہیں جانتے تھے۔ ۷۱ حضرت عیسٰے علیہ السلام مذکورہ معجزات دکھا کر اپنی قوم سے کہیں گے کہ اگر ایمان لانا چاہو اور میری تصدیق کرنی چاہو تو یہ معجزات میری رسالت ونبوت کی بہت بڑی دلیل ہیں۔ کیونکہ یہ خارق عادت امور پیغمبر کے سوا کسی جھوٹے مدعی کے ہاتھ پر ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتے۔ ۷۲ مصدقا کا عطف رسولا پر ہے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام کا ایک فریضہ یہ بھی تھا کہ وہ تورات کی تصدیق کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ تورات خدا کی کتاب ہے اور اسکی تعلیمات پر ایمان لانا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ۔ تورات کے بعض احکام حضرت عیسٰے علیہ السلام کے ذریعے منسوخ بھی کئے گئے۔ مثلاً کئی چیزیں جو تورات میں حرام تھیں حلال کر دی گئیں۔ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ مذکورہ دلائل میری نبوت ورسالت پر کافی ہیں۔ اسلئے خدا سے ڈرو۔ میرا انکار نہ کرو اور میری اطاعت کرو ۷۳ اور میرے ان حیرت انگیز اور تعجب خیز معجزات سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جانا اور مجھے متصرف ومختار اور کارساز نہ سمجھ بیٹھنا میں خدا کا شریک نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بندہ ہوں جو خدا تمہارا واحد پروردگار ہے۔ وہی میرا پروردگار اور کارساز ہے۔ اسلئے صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسے ہی پکارو اور یہی صراط مستقیم اور سیدھی راہ ہے جس کی طرف تمام انبیاء علیہم السلام دعوت دیتے رہے۔ ۷۴ یہاں کلام میں اندماج ہے یعنی اس سے پہلے کچھ عبارت محذوف ہے ای فولد عیسٰی کما بشربہ وبلغ قومہ الرسالۃ۔ یعنی جب حضرت عیسٰے علیہ السلام حسب بشارت پیدا ہو چکے اور تبلیغ رسالت کا فریضہ انجام دیدیا تو یہودیوں نے ان کے خلاف حسد وبغض

کی وجہ سے سازشیں شروع کردیں۔ جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ان کے کفر و انکار اور عداوت کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے ماننے والوں کو اپنی مدد اور نصرت کی دعوت دی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فرشتے کا قول ورسولا
الی بنی اسرائیل تک اور اس کے بعد اندماج ہو اور مذکورہ عبارت اس کے بعد محذوف ہو دکذافی الروح ج ۳ ص ۱۷۴) اس سے بھی عیسائیوں کے عقیدۂ الوہیت مسیح کی تردید ہوگئی کہ جو شخص خود عالم اسباب میں
مدد اور نصرت کا طالب ہے وہ کس طرح الٰہ بن سکتا اور دوسروں کی مشکل کشائی اور حاجت برآری کرسکتا ہے ۔ ۵۵ حواریین حواری کی جمع ہے یہ لوگ اپنے علاقہ کے سردار تھے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر نہایت اخلاص
سے ایمان لاچکے تھے وہ بول اٹھے کہ ہم اللہ کے دین کی خاطر آپکی مدد کریں گے۔ آپ اس پر گواہ رہیں کہ ہم ایمان لاچکے ہیں اور دل وجان سے اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ وقیل کانوا ملوکا .... قالہ ابن عون (قرطبی
ج ۴ ص ۹۰ دکذافی الکبیر ج ۲ ص ۶۸۰) ۵۶ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے وعدہ نصرت کے بعد حواریوں نے اللہ سے مناجات شروع کردی اور صدق نیت سے اقرار کرلیا کہ وہ اللہ کے نازل کردہ تمام احکام پر ایمان لے

كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا

اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو یہی

يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ

کہتا ہے اس کو ہوجا سو وہ ہوجاتا ہے ۵۷ اور سکھادے گا اس ف۱ کو کتاب اور

الْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا

تہ کی باتیں اور توریت اور انجیل اور کرے گا اسکو پیغمبر

اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۥ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ

بنی اسرائیل کی طرف بیشک میں آیا ہوں تمہارے پاس نشانیاں لیکر

مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ

تمہارے رب کی طرف سے کہ میں بنادیتا ہوں تم کو گارے سے پرندہ کی شکل

الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا جانور اللہ کے حکم سے ۶۸

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى

اور اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا

اللہ کے حکم سے ۶۹ اور بتادیتا ہوں تم کو جو کھاکر آؤ اور جو

تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

رکھ کر آؤ اپنے گھروں میں ۷۰ اس میں نشانی پوری ہے

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمُصَدِّقًا لِّمَا

تم کو اگر تم ایمان رکھتے ہو ف ۷۱ اور سچا بتاتا ہوں اپنے سے پہلی

بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ

کتاب کو جو توراة ہے ۷۲ اور اسواسطے کہ حلال کردوں تم کو بعضی

مر ۱ ای دیجعلہ رسولا ۱۲

آئے ہیں اور اسکے پیغمبر کی اطاعت قبول کرچکے ہیں اسلئے انہیں بھی ان لوگوں
کی فہرست میں شامل فرمالیا جائے جو اللہ کی توحید اور اس کے پیغمبروں کی
صداقت کی گواہی دیتے ہیں ای اکتبنا فی جملۃ من شھد لک بالتوحید
ولانبیاءک بالتصدیق (کبیر ج ۲ ص ۶۸۰) اس سے معلوم ہوا کہ خود
حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے صحابی جو مسیحی تھے وہ تو صرف اللہ ہی کو معبود مانتے
تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام سے متعلق ان کا صرف یہی نظریہ تھا کہ وہ اللہ
کے رسول ہیں اور ان کا اتباع ان پر لازم ہے ان کو الٰہ یا ابن اللہ کہنا وغیرہ
خرافات تو انکے تصور میں بھی نہ تھیں ۵۷ مکر عربی کا لفظ ہے جس کے
معنی گہری اور خفیہ تدبیر سوچنے کے ہیں۔ اور یہ چیز اپنے اصل کے اعتبار
سے بری اور معیوب نہیں ہے اسلئے اللہ کی طرف اس کی نسبت بے
کھٹکے جائز ہے۔ البتہ خفیہ تدبیر اگر کسی ناجائز کام کے لئے ہوگی تو معیوب مذموم
ہوگی مکروا کا فاعل یہودی ہیں یہ لوگ چونکہ مشرک اور بد عقیدہ تھے اور
حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی توحید پرستی اور حق بیانی سے برہم ہوکر ان کے دشمن
بن چکے تھے اس لئے انہوں نے ان پر الحاد اور بیدینی کا الزام لگاکر اپنی مذہبی
عدالت سے ان کے کافر اور واجب القتل ہونے کا فیصلہ حاصل کرلیا۔
یہودی چونکہ رومیوں کی مشرک اور بت پرست حکومت کے ماتحت تھے اور
رومی حکومت کی منظوری کے بغیر کسی کو قتل کی سزا نہیں دے سکتے تھے۔ اسلئے
انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام پر بغاوت کا ایک جھوٹا مقدمہ بھی قائم کردیا
اور رومی عدالت سے ان کے قتل کے احکام حاصل کرلئے اس وقت سزائے
موت صلیب کے ذریعے دی جاتی تھی۔ اس لئے اب وہ ان کو سولی پر لٹکانے
کی تیاریاں کرنے لگے مگر اللہ تعالےٰ نے ان کی تمام تدبیریں خاک میں ملادیں۔
اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ان سے بچاکر آسمان پر اٹھالیا جب یہودی حضرت
کو سولی کے لئے پکڑنے آئے تو جس آدمی کو اندر بھیجا اللہ نے اس کو حضرت مسیح
علیہ السلام کا ہمشکل بنادیا اور ان کو اوپر اٹھالیا۔ چنانچہ یہودیوں نے اسی شخص
کو مسیح سمجھ کر سولی پر لٹکادیا۔ ۵۸ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے
بھی عیسائیوں کے عقیدۂ الوہیت مسیح کی تردید ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر حضرت
مسیح علیہ السلام الٰہ اور متصرف ومختار ہوتے تو یہودیوں کے مکر سے خود بخود
بچ جاتے لیکن اس میں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے محتاج تھے متوفی
توفی سے اسم فاعل ہے اور توفی کے معنی کسی چیز کو پورے طور پر لینے اور وصول

کرنے کے ہیں۔ المتوفی اخذ الشیٔ وافیا (کبیر ج ۲ ص ۶۸۹) اور رافعک ماقبل کی تفسیر ہے اور اذ ظرف مکروا کے متعلق ہے یعنی یہودی جب حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کی خفیہ تدبیریں سوچ رہے تھے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ
نے انہیں یہ خوشخبری سنادی کہ میں تم کو پورا پورا یعنی روح مع الجسد آسمانوں پر اٹھالوں گا۔ اور ان کافروں کے ناپاک منصوبوں سے تم کو بچالوں گا۔ المراد آخذک وافیا بروحک وبدنک فیکون ورافعک الی کالمفسر لما قبلہ
(روح ج ۳ ص ۱۷۹) اللہ تعالیٰ نے رافعک کے ساتھ اس سے پہلے متوفیک کا اضافہ فرمایا ہے۔ حالانکہ رفع الی السماء پر دلالت کرنے کے لئے رافعک الی ہی کافی تھا۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اسکی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر
صرف رافعک الی پر ہی اکتفا کیا جاتا تو اس سے شبہ ہوسکتا تھا کہ شاید حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی روح کا رفع ہوا ہے جسد کا نہیں ہوا۔ اس لئے متوفیک لاکر صراحت فرمادی کہ رفع روح مع الجسد ہوا ہے نہ کہ صرف روح کا ۔

موضح القرآن۔ ف۱۔ حضرت عیسےٰ کو توریت اور ہر کتاب بغیر پڑھے آتی تھی۔ اور یہ سب معجزے ہوتے تھے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

ولما علم الله ان من الناس من يخطر ببالہ ان الذی رفعہ اللہ ھو روحہ لا جسدہ ذکر ھذا الکلام لیدل علی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رفع بتمامہ الی السماء بروحہ وبجسدہ
الخ (کبیر ج ۲ صہ ۴۸۹)

یہ آیت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زندہ آسمانوں پر اٹھائے جانے کی صریح اور واضح دلیل ہے اس کے علاوہ اور کئی آیتوں میں بھی اس کی صراحت ہے اور نزول مسیح کے بارے میں حدیثیں تو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔ جیسا کہ امام ابن جریر اور دیگر مفسرین نے کہا ہے۔ قال ابوجعفر واولی ھذہ الاقوال بالصحۃ عندنا قول من قال معنی ذالک انی قابضک من الارض ورافعک الی لتواتر الاخبار عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ینزل عیسی بن مریم فیقتل الدجال ثم یمکث فی الارض۔ الخ (ابن جریر ج ۳ صہ ۱۸۴) چنانچہ ایک مرفوع روایت میں ہے جسے حضرت ابوہریرۃ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے۔ حضرت عیسےٰ ابن مریمؑ ضرور بالضرور تم میں حاکم عادل بن کر نازل ہوں گے الخ۔ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ ان سعید بن المسیب سمع اباھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ الخ (صحیح بخاری، ج ۱ صہ ۲۹۶، ج ۱ صہ ۳۳۶، ج ۱ صہ ۴۹۰) یہ روایت حدیث کی تمام متداول کتابوں میں موجود ہے۔ نزول کے بارے میں کتب حدیث میں جتنی بھی روایتیں موجود ہیں ان سب میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شخصیت کی صراحت موجود ہے کسی ایک روایت میں بھی مثیل عیسےٰ کا لفظ نہیں آیا اور نہ ہی کسی مرفوع حدیث میں اور نہ ہی صحابہ کرام، تابعین اور اتباع تابعین کے کسی اثر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا ذکر آیا ہے۔ بلکہ صحابہ اور تابعین سے حیات مسیح تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس سے جو متوفیک کا معنی ممیتک بخاری میں منقول ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ روایت منقطع ہے اور اسکے مقابلہ میں حضرت ابن عباس سے جو روایت صحت کے ساتھ منقول ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ چنانچہ علامہ قرطبی رقمطراز ہیں۔ والصحیح ان اللہ تعالیٰ رفعہ الی السماء من غیر وفاۃ ولا نوم کما قال الحسن وابن زید وھو اختیار الطبری وھو الصحیح عن ابن عباس وقالہ الضحاک (قرطبی ج ۴ صہ ۱۰۰) ثانیاً اگر روایت صحیح بھی ہو تو بھی اس کا مفہوم یہ نہیں کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں بلکہ اس صورت میں آیت میں تقدیم وتاخیر ہوگی کیونکہ واو مطلق جمع کے لئے آتی ہے ترتیب لازم نہیں اور مطلب یہ ہوگا کہ تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور پھر آخر زمانہ میں زمین پر اتار کر تجھے موت دینے والا ہوں۔ جیسا کہ حضرت قتادہؓ سے منقول ہے۔ عن قتادۃ قال ھذا من المقدم والمؤخر رافعک الی ومتوفیک (روح - ج ۳ صہ ۱۷۹)

لفظ توفی کے معنی تمام اہل لغت کے نزدیک اخذ الشیٔ وافیا کے ہیں اور قرآن مجید میں یہ لفظ حیات کے مقابلہ میں کہیں استعمال نہیں ہوا

الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ وَجِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ قف
وہ چیزیں جو حرام تھیں تم پر اور آیا ہوں تمہارے پاس نشانی لے کر تمہارے رب کی
فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ
سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو بیشک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا
فَاعْبُدُوْہُ ؕ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسَّ
سو اس کی بندگی کرو یہی راہ سیدھی ہے ف ۱ ف ۲ پھر جب معلوم کیا
عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط
عیسےٰ نے بنی اسرائیل کا کفر بولا کون ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ میں ف ۴
قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ ج اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ج
کہا حواریوں نے ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کی ہم یقین لائے اللہ پر
وَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ
اور تو گواہ رہ کہ ہم نے حکم قبول کیا ف ۲ ف ۵ اے رب ہم نے یقین کیا اس چیز کا جو تو نے
وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ ﴿۵۳﴾
اتاری اور ہم تابع ہوئے رسول کے سو تو لکھ لے ہم کو ماننے والوں میں ف ۶
وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ ط وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ﴿۵۴﴾ ع
اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے ف ۲ اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے ف ۳ ف ۸
اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ
جس وقت کہا اللہ نے اے عیسےٰ میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھا لوں گا اپنی طرف
وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ
اور پاک کر دوں گا تجھ کو کافروں سے ف ۸ اور رکھوں گا ان کو جو تیرے
اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ج
تابع ہیں غالب ان لوگوں پر جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک ف ۹

ف ۱ اس سے پہلے نزول مسیح کا ذکر ہے یعنی القصہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوگئے اور انہوں نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔ ابن کثیر ۱۲

ع ۵ النصف ۱۳ ۱۳

منزل ۱

موضح قرآن۔ ف ۱ حضرت عیسےٰ کے وقت توریت میں سے کئی حکم جو مشکل تھے۔ موقوف ہوئے باقی وہی توریت کا حکم تھا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۲ حضرت عیسےٰ کے بارہ یار کا خطاب تھا حواری۔ حواری اصل کہتے ہیں دھوبی کو۔ ان میں پہلے دو شخص جو ان کے تابع ہوئے دھوبی تھے۔ حضرت عیسےٰ نے کہا کہ کپڑے کیا دھوتے ہو میں تم کو دل دھونے سکھا دوں وہ انکے ساتھ ہوتے اسطرح سب کا یہی خطاب ٹھہر گیا۔ فائدہ اس آیت کے معنی یہ کہ حضرت عیسےٰ اصل رسول تھے واسطے بنی اسرائیل کے۔ جب معلوم کیا کہ یہ میرا دین قبول نہ کرینگے چاہا کہ اور کوئی میرے دین کو رواج دے حواریوں کے ہاتھ سے غیروں کو دین پہنچا۔ اب تک بنی اسرائیل انکے دین میں کم ہیں ۱۲ منہ ف ۳ یہود کے عالموں نے اسوقت کے بادشاہ کو بہکایا کہ یہ شخص ملحد ہے توریت کے حکم سے خلاف بتاتا ہے اس نے لوگ بھیجے کہ ان کو پکڑ لاویں جب وہ پہنچے۔ حضرت عیسیٰ کے یار سرک گئے اس شتابی میں حق تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور ایک صورت ان کی رہ گئی اسی کو پکڑ لائے پھر سولی پر چڑھایا ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن۔ ف ۱ القصہ ایں بشارت در حق عیسےٰ علیہ السلام متحقق شد و یہود را بدین خود دعوت نمودند ۱۲۔ ف ۲ یعنی با کافراں ۱۲

حیات کے مقابلہ میں لفظ موت آیا ہے۔ مثلاً کنتم اموانا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم (بقرہ ع ۳) ام نجعل الارض کفاتا احیاء و امواتا (مرسلات ع ۱) بلکہ توفی کے مقابلہ میں ہونا اور رہنا آیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے
کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم (مائدہ ع ۱۶) البتہ اس لفظ کا اطلاق موت پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہاں بھی اخذ الشئ وافیا ہوتا ہے تو موت بھی توفی کا ایک فرد ہے۔
جس طرح بدن کے ساتھ اٹھالینا بھی اس کا فرد ہے مگر اس آیت میں رفع روح مع الجسد مراد ہے نہ کہ موت۔ مرزائیوں کی طرف سے ایک قاعدہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب توفی سے باب تفعل ہو اور فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی
روح ہو تو وہاں قبض روح کے سوا کوئی معنی نہیں ہوتا یعنی رفع مع الجسد مراد نہیں ہوتا۔ یہ امت مرزائیہ کی طرف سے سراسر فریب اور دھوکہ ہے۔ اول تو اسلئے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کے سوا کسی کا رفع روح مع الجسد ثابت
نہیں اسلئے یہ الفاظ کسی دوسرے کے لئے وارد نہیں ہوتے۔ ثانیاً یہ قاعدہ من گھڑت اور جعلی ہے کسی لغت کی کتاب میں اس کا کوئی مذکور نہیں۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جب رفع کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی جسد ہو اور اسکا

ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ فِیْمَا كُنْتُمْ
پھر میری طرف ہے تم سب کو پھر آنا پھر فیصلہ کردوں گا تم میں جس بات میں تم
فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○ فَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ
جھگڑتے تھے ف سو وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کو عذاب کروں گا
عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ز وَ مَا لَهُمْ
سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں
مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ○ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا
ان کا مددگار ۸۰ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام نیک
الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ط وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ
کئے سو ان کو پورا دے گا ان کا حق ۸۱ اور اس کو خوش نہیں آتے
الظّٰلِمِیْنَ ○ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَ
بے انصاف یہ پڑھ سناتے ہیں ہم تجھ کو آیتیں اور
الذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ○ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ
بیان تحقیقی ۸۲ بیشک عیسے کی مثال اللہ کے نزدیک
كَمَثَلِ اٰدَمَ ط خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ
جیسے مثال آدم کی بنایا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو کہ ہو جا
فَیَكُوْنُ ○ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ
وہ ہو گیا ف ۲ ۸۳ حق وہ ہے جو تیرا رب کہے پھر تو مت رہ شک
الْمُمْتَرِیْنَ ○ فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا
لانے والوں سے ۸۴ پھر جو کوئی جھگڑا کرے تجھ سے اس قصہ میں بعد اس کے
جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا
کہ آچکی تیرے پاس خبر سچی تو تو کہہ دے آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹے

مراد ال ہو تو وہاں رفع جسد کے سوا کوئی معنی نہیں ہو سکتا۔ قرآن سے حدیث اور محاورات عرب سے اسکے خلاف کوئی ثبوت نہیں مل سکتا۔ والتفصیل فی رسالۃ عقیدۃ الاسلام للسید انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۷۹ مطہرین وغیرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات سے مخصوص تھے اور یہ وعدہ انکے متبعین اور ان پر ایمان لانے والوں کے ساتھ ہے۔ الذین اتبعوک سے مسلمان اور سچے عیسائی مراد ہیں اور الذین کفروا سے مراد یہود ہیں۔ جنہوں نے حضرت عیسے علیہ السلام کا انکار کیا اور ان کے قتل کے درپے ہوئے۔ فوقیت اور غلبہ سے معنوی اور قوت دلائل کے اعتبار سے غلبہ مراد ہے۔ چنانچہ اس حیثیت سے یہودی ہمیشہ مغلوب رہے ہیں اگر مادی اور سیاسی حیثیت سے فوقیت مراد ہو تو اس اعتبار سے بھی یہودی ہمیشہ ذلیل و خوار اور مقہور و محکوم ہی رہے ہیں۔ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ۔ اور جب تم سب میدان حشر میں میرے سامنے حاضر آؤ گے تو عملی اور حتمی فیصلہ تمہارے اختلافات کا میں خود کروں گا۔ ۸۰ الذین کفروا سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت عیسے علیہ السلام کو نہیں مانتے تھے اور انہیں قتل کرنا چاہتے تھے یا جنہوں نے ان کو معبود بنا لیا تھا۔ آخرت کا عذاب تو ظاہر ہے اور دنیا کے عذاب سے قید و بند اور قتل کا عذاب مراد ہے۔ چنانچہ دنیا میں بھی ان لوگوں کو عذاب دیا گیا اور آخرت میں بھی دیا جائیگا وکذالک فعل بمن کفر بالمسیح من الیہود او غلا فیہ او اطراہ من النصاری عذبہم فی الدنیا بالقتل والسبی واخذ الاموال وازالۃ الایدی عن الممالک۔ وفی الدار الآخرۃ عذابہم اشد واشق۔ (ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۷) اور ان کافروں کا کوئی یار و مددگار نہیں ہوگا جن کو انہوں نے اپنے حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ رکھا ہے وہ انہیں نہ دنیا میں خدا کے عذاب سے بچا سکیں گے اور نہ آخرت میں ۸۱ اور جن لوگوں نے اللہ کے تمام پیغمبروں کو مانا اور ان کے لائے ہوئے پیغام توحید کو تسلیم کیا اور عیسیٰ کی طرح اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارا اور اعمال صالحہ بجا لاکر ایمان کے تمام تقاضے پورے کئے تو انہیں انکے اعمال کا پورا پورا اجر ملے گا اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ۔ مطلب مومنین کے اجر و ثواب میں کمی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مزدور کو اسکی مزدوری نہ دینا یا اس میں کمی کرنا ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا۔

ر ۱ تخویف دنیوی و اخروی برائے منکرین ۱۲
ر ۲ بشارت برائے مومنین ۱۲
ر ۳ جملہ معترضہ برائے صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

اسلئے اس بات کا ادنےٰ احتمال بھی نہیں ہے کہ وہ کسی کے اجر میں کمی کرے گا۔ ۸۲ یہ جملہ معترضہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اظہار کیلئے لایا گیا ہے ذالک مبتدا ہے اور نتلوہ علیک اس کی خبر ہے من الآیات والذکر الحکیم خبر بعد خبر ہے یا نتلوہ میں ضمیر منصوب سے حال ہے اور ذکر حکیم سے مراد قرآن ہے یعنی جو کچھ ہم آپ پر نازل کر رہے ہیں۔ یہ آپ کی نبوت کے واضح دلائل ہیں اور حکمت سے بھرپور قرآن کی آیتیں ہیں جنکا علم وحی کے بغیر ناممکن ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں۔ ای الحجج الدالۃ علی صدق نبوتک اذ اعلمتہم بما لا یعلمہ الا قاری کتاب او معلم ولست بواحد منہما فلم یبق الا انک قد عرفتہ من طریق الوحی (روح ج ۳ ص ۱۸۵)

موضح قرآن ف ۱ حضرت عیسے کے تابع اول نصارےٰ تھے اب مسلمان ہیں۔ سو ہمیشہ یہود پر غالب رہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ ف ۲ نصاریٰ اس بات پر حضرت سے بہت جھگڑے کہ عیسے بندہ نہیں اللہ کا بیٹا ہے آخر کہنے لگے کہ اگر وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو بتاؤ کس کا بیٹا ہے اس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ آدم کو تو ماں نہ باپ عیسے کو باپ نہ ہو تو کیا عجب ہے ۱۲ منہ رح